رمی، ذبح وحلق کے درمیان تقدیم وتاخیر سے دم کا حکم:

سوال: رمی، ذبح، حلق میں ائمہ ثلاثہؒ اور صاحبینؒ کے نزدیک ترتیب مسنون ہے واجب نہیں، آج کل کے فقہاء کی آراء ذکر کریں؟

الجواب: نظام الفتاوی میں ہے:

سوال: خود مذبح میں یہ مشاہدہ ہوا ہے کہ لوگوں کے ہجوم اور جانوروں کی کثرت کی بناء پر طبیعت گھبراتی ہے اور چوٹ لگنے کا بھی اندیشہ ہے اور اوپر سے ۳ میل پیدل گرمی میں چلنا پڑتا ہے اس موقع پر گاڑی ملنا بھی مشکل اور غریب لوگوں کے پاس کرایہ بھی نہیں ہوتا لہذا ان وجوہات کے ماتحت ضرورت سمجھ کر کیا کسی حنفی کو حق ہے کہ اس خاص مسئلہ میں شوافع کے مسلک پر عمل کرے کہ ان کی کتابوں سے عدم وجوب ترتیب ظاہر ہے؟

الجواب: تقریب فہم کے لئے چند عبارات پیش کی جاتی ہیں:

(۱) وأما ترك الواجبات بعذر فلا شيء عليه، ثم مرادهم بالعذر مايكون من الله تعالىٰ، فلو كان من العباد فليس بعذر، (إلى قوله) بخلاف ماذا منعه خوف الزحام فإنه من الله تعالىٰ، فلا شيء عليه. (غنية الناسك في بغية المناسك: ص ۱۳۸).

(۲) وفي الشامية: إن ترك الواجب بعذر مسقط للدم.

(۳) ولو طاف المفرد وغيره قبل الرمي والحلق لا شيء عليه ويكره، لترك السنة.

(زبدة المناسك: ص ۱٦٦).

ان عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ "**الترتيب بين الرمي والذبح والحلق**" اگرچہ فی نفسہ واجب ہے لیکن عذر شرعی کی وجہ سے اگر چھوٹ جائے یا ٹوٹ جائے اس پر عمل نہ ہو سکے تو اس پر دم جنایت وغیرہ یا کوئی وزر یا کفارہ وغیرہ لازم نہ آئیگا بلکہ ادائیگی حج بلا کراہت مکمل ہو جائیگی۔ (نظام الفتاوی: ۱/ ۱۵۸).

جدید فقہی مباحث میں ہے:

سوال: رمی ذبح حلق میں احناف کے یہاں ترتیب رکھنا ضروری ہے آج کل کے مشکل ترین حالات میں ترتیب برقرار رکھنا انتظامی مجبوریوں کی وجہ سے مشکل ہوگیا ہے تو کیا اس کے حل کے لئے عدم وجوب کے قائلین اور احناف میں صاحبین کے قول کو اختیار کیا جا سکتا ہے؟

اس مسئلہ میں مقالہ نویسوں کی جملہ دو رائیں ہیں:

(۱) ان میں زیادہ تر حضرات نے صاحبین اور ائمہ ثلاثہ کے مسلک پر حالات و زمانہ کے پیش نظر فتویٰ دیا جن میں چند اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

(۱) مولانا خالد سیف اللہ رحمانی۔

(۲) مولانا ذخور شید انور اعظمی۔

(۳) مولانا ارشاد الحق قاسمی۔

(۴) مولانا عبداللطیف مظاہری۔

(۵) مولانا مصلح الدین بروڈوی۔

(۶) مفتی شبیر احمد قاسمی۔

(۷) مولانا راشد حسین ندوی۔

(۸) مولانا انوار الحق رحمانی۔

(۹) مفتی انور علی اعظمی۔

(۱۰) مولانا شمس پیرزادہ۔

دلائل:۔ عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله تعالىٰ عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم وقف في حجة الوداع بمنىٰ للناس يسئلونه، فجاء رجل فقال: يا رسول الله لم أشعر، فحلقت قبل أن أذبح، فقال: " اذبح ولاحرج " فجاءه آخر، فقال: لم أشعر، فنحرت قبل أن أرمي فقال: " ارم ولاحرج " فما سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن شيء قدم أو أخر إلا قال: " افعل ولا حرج ". متفق عليه.

(امام بخاریؒ نے اس روایت کو مختلف الفاظ کے ساتھ مختلف مقامات پر نقل فرمایا ہے)۔

قال محمدؒ: وبالحديث الذي روي عن النبي صلى الله عليه وسلم نأخذ، أنه قال: " لاحرج في شيء من ذلك " وقال أبو حنيفةؒ: لا حرج في شيء من ذلك ولا كفارة، إلا في خصلة واحدة، المتمتع والقارن إذا حلق قبل أن يذبح، قال: عليه دم، وأما نحن، فلا نرى عليه شيئاً.

(موطا امام محمدؒ: ص ۲۳۵)۔

دوسری رائے: (۱) مفتی عبدالرحیم قاسمی۔

(۲) مولانا ابراہیم فلاحی۔

(۳) مولانا منظور احمد قاسمی۔

(۴) مفتی حبیب اللہ قاسمی۔

ان حضرات نے ترتیب کو واجب قرار دیا ہے۔

دلائل: ـــ (۱) ويبدء إذا وافى منى برمي جمرة العقبة ثم بالذبح إن كان قارناً أو متمتعاً ثم بالحلق، لحديث عائشة رضي الله تعالىٰ عنها، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "إن أول نُسُكِنَا في هذا اليوم أن نرمي ثم نذبح ثم نحلق" ولأن الذبح والحلق من أسباب التحلّل، ألا ترى أن تحلّل المحصر بالذبح، فيتقدم الرمي عليها. (المبسوط للسرخسي: ٤/٦٤، باب رمي الجمار).

(۲) اعلم أن في يوم النحر أربعة نسك رمي ونحر وطواف على ترتيب ما ذكر والترتيب في الثلاثة واجب. (العرف الشذي: ١/ ٨٢).

جدید فقہی مسائل میں مذکور ہے:

فقہاء احناف میں بھی صاحبین کے نزدیک ترتیب سنت ہے واجب نہیں، اگر ان افعال میں بھی کچھ تقدیم وتاخیر ہوجائے تو کچھ واجب نہیں ہوتا۔

" أما عندهما فعدم التاخير سنة حتى لو ذبح قبل التحلّل بالحلق لاشيء عليه ....

(الشامي: ٢ /٢٥٠ـو بدائع الصنائع: ٢ /١٤١).

اور صاحبینؒ کا قول بھی در حقیقت امام ابوحنیفہؒ ہی کا ایک قول ہوتا ہے بلکہ جہاں صاحبینؒ کی رائے ایک طرف اور امام صاحبؒ کی رائے ایک طرف ہو وہاں بعض اہل علم کے نزدیک دونوں قول میں سے ایک پر فتویٰ دینے کی گنجائش ہوتی ہے۔(شرح عقود رسم المفتي:١٩، مكتبه دارالاشاعة).

اس لئے فی زماننا صاحبینؒ کی رائے پر فتویٰ دینا اور اس پر عمل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

(جدید فقہی مسائل:۲/۲۰۰).

خلاصہ: جدید فقہی مباحث میں مختلف فیصلے علماء ہند کے جو بیان کئے ہیں ان میں ایک فیصلہ یہ ہے:

حنفیہ کے قول کے مطابق ۱۰ ذی الحجہ کے مناسک رمی ذبح اور حلق کو ترتیب کے ساتھ انجام دینا واجب ہے، اور صاحبین اور کثیر فقہاء کے یہاں مسنون ہے، جس کی خلاف ورزی سے دم واجب نہیں، حجاج کو چاہئے کہ جہاں تک ممکن ہو ترتیب کی رعایت کو ملحوظ رکھے، تاہم ازدحام اور موسم کی شدت، اور مذبح کی دوری وغیرہ کی وجہ سے

صاحبین اور دیگر ائمہ کے قول پر عمل کرنے کی گنجائش ہے، لہذا یہ مناسک اگر ترتیب کے خلاف ہوں تو بھی دم واجب نہیں ہوگا۔ (جدید فقہی مباحث: ۱۳/ ۵۹۹).

انمول حج میں مفتی سید مصلح الدین احمد بروڈوی نے چھٹی فقہی کانفرنس منعقدہ شیخ الہند ہال دیو بند کے حوالہ سے نقل فرمایا: یوم النحر کے افعال میں عدم لحاظِ ترتیب موجب نہیں:

تجویز (۳) رمی، ذبح اور حلق میں ترتیب:

تمتع اور قران کرنے والے کے لئے رمی، ذبح، اور حلق کے درمیان امام اعظمؒ کے قول پر جو مفتیٰ بہ ہے ترتیب لازم ہے، اس کے ترک سے دم واجب ہوتا ہے، جبکہ صاحبینؒ کے نزدیک یہ ترتیب سنت ہے اس کے ترک پر دم واجب نہیں ہے۔

آج کل حجاج ازدحام یا دیگر پریشان کن اعذار کے پیش نظر اگر ترتیب قائم نہ رکھ سکیں تو صاحبین کے قول پر عمل کی گنجائش ہے۔ (چھٹا فقہی اجتماع بمقام شیخ الہند ہال دیو بند، منعقدہ ۲۶، ۲۷، ۲۸، مارچ ۱۹۹۷ء۔ انمول حج: ص ۱۱۵).

مفتی شبیر احمد مرادآبادی کے مقالہ کا خلاصہ:

افعالِ حج میں سے یوم النحر میں: (۱) رمی (۲) ذبح (۳) حلق (۴) طوافِ زیارت ہیں۔

اس پر سب کا اتفاق ہے کہ طوافِ زیارت کو ترتیب میں باقی رکھنا مسنون ہے، کسی کے نزدیک واجب نہیں ہے۔

مگر سوال یہ ہے کہ طوافِ زیارت کے علاوہ باقی امورِ ثلاثہ میں ترتیب واجب ہے یا نہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ترتیب بدلنے کی دو صورتیں ہیں: (۱) عمداً ترتیب بدل دی جائے (۲) جاہلاً یا نسیاناً بدلی جائے۔ دونوں کی الگ الگ تفصیل ہے۔

اگر جان بوجھ کر ترتیب بدل دی تو امام ابوحنیفہؒ نیز امام مالکؒ، امام شافعیؒ (نووی ج: ۱ص: ۴۲۱) اور امام احمدؒ (البحر الرائق: ۳/ ۲۴) کی ایک روایت کے مطابق اس پر دم واجب ہو جائیگا، مگر امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور امام مالکؒ کے مشہور قول کے مطابق، نیز صاحبینؒ کے نزدیک اس پر دم واجب نہ ہوگا، اس لئے کہ ترتیب ان سب کے نزدیک سنت ہے اور ترکِ سنت کی وجہ سے دم واجب نہیں ہوتا، نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی جس روایت سے امام ابوحنیفہؒ نے استدلال فرمایا ہے وہ روایت ضعیف ہے، علامہ بدرالدین عینیؒ نے طحاوی کی شرح نخب الافکار (قلمی) میں "ولا یصح ذلک عنہ" فرما کر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس اثر کو ضعیف قرار دیا ہے جس سے وجوبِ دم کا ثبوت ہوتا ہے۔ (نخب الأفکار قلمی ج: ۵ ص: ۸۱).

اگر مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے یا بھول کی وجہ سے ترتیب بدل دی تب بھی امام صاحبؒ کے قولِ مشہور کے

مطابق دم واجب ہوجاتا ہے، جیسا کہ عام کتب فقہ میں امام صاحبؒ کا یہ قول ملتا ہے، مگر امام محمدؒ نے " کتاب الحجة علیٰ أهل المدينة " میں امام صاحبؒ کا قول صراحت کے ساتھ نقل کیا ہے۔ عبارت یہ ہے:

" أخبرنا محمدٌ عن أبي حنيفةؒ في الرجل يجهل وهو حاج فيحلق رأسه قبل أن يرمي الجمرة أنه لا شئ عليه. (كتاب الحجة:٢/٣٧١).

اس کے نیچے تعلیق میں مفتی سید مہدی حسن صاحب فرماتے ہیں: فإن الأحاديث الواردة في الباب إنما تدلّ علىٰ من جهل عن شيء ولم يشعر به ثم فعل خلافه فلا شيء عليه ولا دم، ومن علم الترتيب بين الواجبات ثم خالفه عمداً وقدم الشيء أو أخره عن موضعه فهو غير داخل في الأحاديث المذكورة. (تعليق: ٢ /٣٧١).

صاحبینؒ، ائمہ ثلاثہؒ، حسن بصریؒ، قتادہؒ.... اور جمہور علماء اس بات کے قائل ہیں کہ بھول ونسیان اور جہالت سے ترتیب بدل جانے کی وجہ سے دم لازم نہیں ہوتا ہے، اس کو حضرات علماء امت نے اس طرح کے الفاظ سے نقل فرمایا ہے: فإن أخل بترتيبها ناسياً أو جاهلاً بالسنة فلا شيء عليه في قول كثير من أهل العلم منهم الحسن وطاؤس ... وإليه ذهب الشافعيؒ وأحمدؒ وإسحاقؒ...وقال ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما: عليه دم، وهو قول النخعيؒ...وإليه ذهب أبو حنيفةؒ والنخعيؒ وابن الماجشونؒ. (معارف السنن:٦ / ٢١٠،سعيد۔وأوجز المسالك:٣ /٧١٥).

امام صاحبؒ کی دلیل ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اثر ہے۔ عن ابن مسعود رضي الله تعالىٰ عنه قال: من قدم نسكاً علىٰ نسك فعليه دم. قلت: هكذا هو في غالب النسخ، ويوجد في بعضها ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما وهو أصح. وقال: إبراهيم ابن مهاجر ضعيف. (نصب الراية:٣/١٢٩).

جمہور کی دلیل ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی وہ روایت جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف حضرات نے ترتیب کی رعایت نہ کرنے کے بارے میں سوال کیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے جواب میں فرمایا: " افعل ولا حرج ". (بخاری شریف:١/ ٢٣٢).

حاصل بحث:۔

اب پوری بحث پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ جمہور کے دلائل زیادہ مضبوط اور زیادہ صحیح ہیں، اور تطبیق کی بہترین شکل یہ ہوسکتی ہے کہ صحیحین کی مرفوع روایات میں کفارہ لازم نہ ہونے کی بات اس صورت میں ہے کہ جب لاعلمی یا بھول سے ترتیب بدل دی ہو اور حضرت ابن عباسؓ کے اثر میں کفارہ اس وقت لازم سمجھا جائے جبکہ

جان بوجھ کر ترتیب بدل دی ہو لہذا ایسی صورت میں تمام روایات پر عمل کرنا سب کے نزدیک ممکن ہوسکتا ہے اس لئے اگر کوئی شخص لاعلمی یا بھول سے ترتیب بدل دے تو اس پر کفارہ لازم نہ ہونا چاہئے، اور جو شخص جان بوجھ کر ترتیب بدل دیگا اس پر کفارہ لازم ہو جائیگا، ایسی صورت میں بہت ساری دشواریاں ختم ہوسکتی ہیں، لہذا متمتع اور قارن اگر رمی، ذبح، اور حلق کے درمیان عمداً بلا عذر ترتیب بدل دیگا تو دم واجب ہوگا، اور اگر پریشان کن اعذار یا جہالت کی وجہ سے ترتیب قائم نہ رکھ سکے، تو صاحبینؒ کے قول اور امام صاحبؒ کے قولِ غیر مشہور پر عمل کی گنجائش ہوگی، اور ترتیب کے بدل جانے کی وجہ سے وجوب دم کا حکم نہ لگایا جائے۔ (جدید فقہی مباحث: ۱۳/۱۷۳).

وجوبِ ترتیب پر آیتِ کریمہ سے شبہ اور اس کا جواب:

بعض حضرات نے وجوب ترتیب کے لیے باری تعالیٰ کے فرمان: ﴿ولا تحلقوا رؤوسكم حتى يبلغ الهدي محله﴾ سے دلالت النص کے طور پر استدلال فرمایا، جس کا بیان یہ ہے کہ دلالت النص کی تعریف یہ ہے کہ مسکوت منطوق کے مقابلہ میں اولیٰ بالحکم ہو جیسے ﴿لا تقل لهما أف﴾ میں "اف" منطوق ہے اور برا بھلا کہنا مسکوت ہے لیکن برا بھلا کہنا اولیٰ بالنہی ہے۔

اسی طرح ﴿ولا تحلقوا رؤوسكم حتى يبلغ الهدي محله﴾ آیت کریمہ میں محصَر کو تقدیم نحر علی الاطلاق کا حکم دیا گیا، چنانچہ حلق کو ذبح پر مقدم کرنا بالاجماع جائز نہیں اور موجب دم ہے، تو جب محصر (جس نے احرام باندھا اور پھر حج کرنے سے روک دیا گیا) کا یہ حکم بیان کیا کہ ہدی ذبح ہونے کے بعد حلق کرے تو قارن وغیرہ کا بطریق اولیٰ یہ حکم ہونا چاہئے کہ ذبح سے پہلے حلق درست نہ ہو، اور ترتیب توڑنے پر دم لازم ہو، کیونکہ اس کو تو روکا بھی نہیں گیا، لہذا بطریق اولیٰ ترتیب لازم ہونی چاہئے؟

الجواب: اس استدلال کا جواب یہ ہے کہ محصَر نے فقط حج کا احرام باندھا، پھر حج کے افعال سے روک لیا گیا، اس نے حج کا کوئی رکن ادا نہیں کیا، فقط احرام باندھا ہے اور احرام حج کے لیے شرط کا درجہ رکھتا ہے۔

اور حلال ہونے کے لیے افعال حج میں سے کوئی ایک کام کرنا ضروری ہے، تاکہ حلال ہونا اس فعل پر مرتب ہو جائے، پس محصَر کے لیے ہدی کا حرم میں ذبح ہونا ضروری ہے۔

بخلاف قارن و متمتع کہ وہ حج کے کئی افعال کر چکے ہیں، مثلاً وقوف عرفہ وغیرہ، اب فقط نحر اور حلق باقی ہے۔

حاصل یہ ہے کہ محصر کو حلق سے پہلے حج کا کوئی ایک فعل تو کرنا چاہئے کیونکہ اکثر تو احرام باندھنے کے بعد ہی روکا جائیگا تو وہ فعل قربانی ہے، لیکن غیر محصر اگر حلق سے پہلے قربانی نہ کرے تو اور بہت سارے افعال کر چکا

ہے۔

احرام شرط کا درجہ رکھتا ہے۔ قال في غنية الناسك: الإحرام قبل الوقوف بعرفة ... وهو شرط ابتداء حتى صح تقديمه على الوقت، وله حكم الركن انتهاءً. (غنية الناسك: ٢١، ادارة القرآن،عمدة الفقه: ٤/ ٦٩).

پس عام متمتع اور قارن کا حکم محصر سے مختلف ہوگا، بنابریں قارن و متمتع کے لیے ترتیب کا وہی حکم ہوگا جو تفصیلی فتویٰ میں لکھا جا چکا ہے، فلیراجع۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔